فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا ایام قربانی میں کوئی وقت قربانی کے لیے ممنوع ہے؟

(جواب): ایام قربانی میں کوئی وقت ممنوع نہیں، دن رات میں کسی بھی وقت قربانی کی جا سکتی ہے۔

(سوال): جو شخص بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو، کیا وہ لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

(جواب): ایسا مجبور شخص لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے، نماز بہر صورت ادا کرنی ہے۔

(سوال): کیا حائضہ کے لیے پاک ہو کر مقام مخصوصہ پر خوشبو لگانا جائز ہے؟

(جواب): جی ہاں، حیض کی باقی ماندہ بدبو کو ختم کرنے کے لیے کوئی بھی خوشبو استعمال کی جا سکتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا طریقہ سکھایا۔ پھر فرمایا: خوشبو کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ بولی: کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ فرمایا: سبحان اللہ (تعجب ہے کہ ایسی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی)، اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ چھپا لیا۔''

(صحیح مسلم: 332)

سوال: کیا حائضہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے؟

جواب: حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ : فَقُلْتُ : إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ .

''رسولِ اکرم ﷺ نے مسجد سے مجھے حکم فرمایا: چٹائی پکڑائیں۔ عرض کیا: میں تو ماہواری میں ہوں، فرمایا: ماہواری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

(صحيح مسلم : 298)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ : يَا عَائِشَةُ، نَاوِلِينِي الثَّوْبَ، فَقَالَتْ : إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ .

''رسولِ اکرم ﷺ مسجد میں تھے، آپ نے فرمایا: عائشہ! مجھے کپڑا پکڑائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حائضہ ہوں۔ فرمایا: ماہواری ہاتھ کو تو نہیں آئی۔''

(صحيح مسلم : 299)

معلوم ہوا کہ ماہواری میں مسجد میں داخلہ جائز نہیں۔ ایامِ مخصوصہ میں مسجد میں داخلہ ممنوع نہ ہوتا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چٹائی پکڑانے سے احتراز نہ کرتیں اور نبی کریم ﷺ کو وضاحت کی نوبت نہ آتی، پھر رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ ہاتھ داخل کرنے میں کوئی حرج

نہیں، واضح اشارہ ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ البَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ؛ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا .

’’رسول اللہ ﷺ مسجد میں (بحالت ِاعتکاف) سے اپنا سر مبارک میری جانب (حجرہ میں) داخل فرماتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی۔آپ ﷺ اعتکاف سے بلاضرورت گھر نہیں آتے تھے۔‘‘

(صحيح البخاري : 2029، صحيح مسلم : 297)

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی، حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں داخل کیوں نہ ہوئیں اور انہیں باہر سے نبی کریم ﷺ کو کنگھی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

❀ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عید گاہ میں لے کر جائیں،البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں،جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔عرض کیا:اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہوتو؟ فرمایا:اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔‘‘

(صحيح البخاري :981، صحيح مسلم : 890)

۞ امام بیہقی رحمہ اللہ باب باندھتے ہیں؛

بَابُ الْحَائِضِ لَا تَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَلَا تَعْتَكِفُ فِيهِ .

''حائضہ مسجد میں داخل ہوسکتی ہے، نہ اس میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔''

(السنن الكبرٰى :308/1)

اسلافِ امت بھی حائضہ کا مسجد جانا جائز نہیں سمجھتے تھے:

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

كَانَتْ لَا تَرٰى بَأْسًا أَنْ تَمَسَّ الْحَائِضُ الْخُمْرَةَ .

''آپ رضی اللہ عنہا حائضہ کے لئے (مسجد کی) چٹائی چھونے میں حرج نہیں جانتی تھیں۔''

(سنن الدارمي : 1116، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَقْرَبِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ .

''حائضہ پاک ہونے تک مسجد کے قریب نہ پھٹکے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك :342/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَقُولُ لِجَارِيَتِهٖ : نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَتَقُولُ : إِنِّي حَائِضٌ، فَيَقُولُ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ بِيَدِكِ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لونڈی کو مسجد سے چٹائی پکڑانے کا حکم دیتے۔ وہ کہتی : حائضہ ہوں۔ فرماتے: حیض ہاتھ کو تو نہیں آیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 360/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ تَضَعَ الْحَائِضُ فِي الْمَسْجِدِ الشَّيْءَ وَتَأْخُذَهُ مِنْهُ، وَلَا تَدْخُلُهُ.

''ماہواری میں مسجد سے کوئی چیز اٹھائے یا رکھے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 360/2، وسندهٗ صحيحٌ)

نوٹ:

بعض اہل علم کا موقف ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل ہوسکتی ہے، استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں،

إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

''مسلمان نجس نہیں ہوتا۔'' (صحيح مسلم : 372)

یہ استدلال انتہائی ضعیف اور کمزور ہے۔ اس بحث کا تعلق پاکی ناپاکی سے نہیں، بل کہ شریعت کا حکم ہے حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز نہیں، اس حدیث کو دلیل بنا کر حائضہ کو مسجد میں داخلے کی اجازت دی جاسکتی ہے، تو پھر اسی حدیث کی رُو سے اس کے لئے نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن وغیرہ کی اجازت بھی ہونی چاہیے۔

کسی صحابی یا تابعی سے باسند صحیح ثابت نہیں کہ اس نے ماہواری میں مسجد جانا جائز قرار دیا ہو۔

تنبیہ:

❁ عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُونَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمْ مُّجْنِبُونَ، إِذَا تَوَضَّؤُوا وُضُوءَ الصَّلَاةِ.

''میں نے کئی صحابہ کو دیکھا وہ حالتِ جنابت میں وضو کر کے مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 313/2، نقلا عن سنن سعید بن منصور)

اس اثر کی سند ضعیف ہے، ہشام بن سعد مدنی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

ماہواری میں مسجد جانا جائز نہیں۔

سوال: ہم جنس پرستی کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: فطری خواہش کی تکمیل کی حد مقرر ہے؛ اپنی بیوی کے پاس آؤ یا اپنی لونڈی سے حظ اٹھاؤ، اس کے سوا کوئی تیسرا رستہ اپنانا منع ہے۔

یعنی یہ دو رستے فطرت سے ہیں اور ان سے سوا جتنے بھی راہ ڈھونڈ لئے گئے ہیں، وہ اللہ کے باغیوں کے اختیار کردہ رستے ہیں، وہ چاہے غیر عورت سے زنا ہو یا ہم جنس پرستی (Homosexuality)، ہر دو طریقے قبیح اور غیر فطری ہیں۔

اسلام نے جس طرح ایک زانی کے لئے حد مقرر کی ہے، اسی طرح ایک ہم جنس پرست (Homosexual) پر بھی حد مقرر کی گئی ہے۔

ہم جنس پرستی معاشرے کے لئے ناسور ہے، یہ ایسی درندگی ہے، جو زہر ہلاہل سے زیادہ قاتل ثابت ہوتی ہے۔ یہ انتہائی مہلک غلطی اور نفس کا دھوکہ ہے، جو عزت کے معیار کو تار تار کر دیتا ہے۔ اس خبیثہ سے ہر حقیقت شناس اور سلیم الفطرت انسان کو گھن آتی ہے، دل

کالے ہوجاتے ہیں اور یہ انسانی صحت کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ جو قومیں اس عمل میں مبتلا کر دی جائیں، اللہ کی جانب سے سخت گرفت کا شکار ہوجاتی ہیں، ناسپاسی اور نافرمانی کے برے نتائج ان کی حالت سے ظاہر ہوتے ہیں، ان کی اخلاقی زندگی کا معیار انتہائی پست ہونے لگتا ہے، عفت و عصمت کا جوہر گم کر بیٹھتی ہیں اور ہمت و شجاعت ان سے مفقود ہوجاتی ہے۔

❁ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (۱۸۷ھ) فرمایا کرتے تھے:

لَوْ أَنَّ لُوطِيًّا اغْتَسَلَ بِكُلِّ قَطْرَةٍ مِنَ السَّمَاءِ لَقِيَ اللّٰهَ غَيْرَ طَاهِرٍ .

''ایک لوطی اگر آسمان سے گرنے والے پانی کے ہر قطرے سے نہالے، تو بھی اللہ کو ناپاکی کی حالت میں ملے گا۔''

(ذمّ الهوىٰ لابن الجوزي، ص 208، وسندهٗ صحيحٌ)

لواطت سے رشتوں کا تقدس اور حرمت بھی ختم ہوجاتی ہے، اسی لئے قرآن مجید نے اسے فاحشہ اور خبائث سے تعبیر کیا ہے۔ فاحشہ اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنی حد سے گزر جائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَّأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾(الأعراف: 33)

''کہہ دیجئے کہ میرے رب نے ظاہری و باطنی بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح گناہ اور ناحق زیادتی کو حرام قرار دیا ہے، میرے رب نے اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ تم اس کے ساتھ شرک کرنے لگو، جس پر کوئی دلیل

نازل نہیں ہوئی ہے، اور اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہنے لگو جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔''

زنا اور لواطت ناحق اور ناجائز طریقہ ہے، اس لئے باطل ہے اور فحاشی ہے۔ شیطان تم کو فحاشی کی طرف ہی بلاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾(البقرة : 169)

''وہ تم کو برائی، بے حیائی اور اللہ پر جھوٹ باندھنے کا حکم دیتا ہے۔''

افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ بعض ممالک میں اس رسوائی اور فحاشی کو قانونی تحفظ دے دیا گیا ہے۔ مرد مرد سے نکاح کر لیتا ہے اور عورت عورت سے نکاح کر لیتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج ہے، انسانی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ اللہ کی زمین پر فساد کی بدترین صورت ہے۔

❁ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولٰى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .

''پہلی نبوتوں کا کلام جو لوگوں کو پہنچا ہے، وہ یہ ہے کہ جب آپ میں حیا نہ رہے تو آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 6120)

آہ کہ اب قوموں سے شرم و حیا کا عنصر مفقود ہوتا جا رہا ہے، اسی لئے ان شنیع جرائم

کوجواز کے پردے میں چھپانے کی کوششیں بھی عام ہورہی ہیں، ارے جو عمل انسان کو اپنے رب کا باغی اور نافرمان بنادے، وہ کیونکر جائز اور بہتر عمل ہوسکتا ہے؟

بھلا اسلام ایسے جرم کی حمایت کیسے کرسکتا ہے؟ اس مہلک اور کبیرہ گناہ کو سند جواز دینے والوں سے کوئی پوچھے کہ کفار کے برے اعمال، جن کی پاداش میں وہ خود ہلاک ہو گئے، خیر کے پیامبر کیونکر ہوسکتے ہیں؟ یہ تو بے حیائی اور نری بے شرمی ہے، جس میں سرتاسر ہلاکت خیزیاں پنہاں ہیں۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾

(بني إسرائيل : 32)

''زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، یقیناً یہ فحاشی اور برا راستہ ہے۔''

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزْنُوا . ''زنا مت کرو۔''

(صحيح البخاري : 18 ، صحيح مسلم : 1709)

سوال: غلام آزاد کرنے پر کیا اَجر وثواب ہے؟

جواب: غلام کو آزاد کرنے کا بڑا اجر وثواب بیان ہوا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا، اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ .

''جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا، تو اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے

آزاد کرنے والے کا ہر عضو جہنم سے محفوظ رکھے گا۔‘‘

(صحيح البخاري : 2517، صحيح مسلم : 1509)

سوال: کیا کوئی ایسا عمل ہے، جس پر غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملتا ہو؟

جواب: اب غلاموں کا دور تو نہیں ہے، البتہ کچھ ایسے اعمال موجود ہیں، جن کے کرنے سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، ملاحظہ فرمائیں؛

❁ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص دس مرتبہ یہ دعا پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .

’’اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے بادشاہت ہے، خاص اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔‘‘

اسے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔‘‘

(صحيح البخاري : 6404؛صحيح مسلم : 2693؛ واللفظ لهٗ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جس نے دن میں سو مرتبہ یہ کلمہ کہا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .

’’اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے،

اسی کی بادشاہی ہے، حمد اسی کے لیے خاص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔‘‘
اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی، شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس دن عمل میں کوئی اس کا ہم پلہ نہیں ہوگا، سوائے اس سے بھی زیادہ عمل کرنے والے کے۔‘‘

(صحيح البخاري : 6403؛ صحيح مسلم :2691)

سوال : کیا اعتکاف صرف مسجد میں جائز ہے؟

جواب : مرد ہو یا عورت، اعتکاف مسجد کے ساتھ خاص ہے، نیز اعتکاف ہر مسجد میں ہوسکتا ہے۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرة : ١٨٧)

’’تم مسجد میں اعتکاف کر رہے ہو۔‘‘

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَمَّ اللّٰهُ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا وَلَمْ يَخُصَّ شَيْئًا مِنْهَا .

’’اللہ تعالیٰ نے تمام مسجدوں کو شامل کیا ہے، کسی مسجد کو خاص نہیں کیا۔‘‘

(مؤطأ الإمام مالك :313/1)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْاعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا .

’’تمام مساجد میں اعتکاف (کا بیان)‘‘

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 2025)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِكَافُ جَائِزٌ فِي جَمِيعِ الْمَسَاجِدِ عَلٰى ظَاهِرِ الْآيَةِ .

''آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف تمام مساجد میں جائز ہے۔''

(الإشراف على مذاهب العلماء : 160/3)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُورًا .

''میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 335، صحيح مسلم :521)

اس حدیث کے تحت علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ پوری زمین میں نماز جائز ہے، ورنہ تو نص اور اجماع سے ثابت ہے کہ پیشاب و پاخانہ مسجد کے علاوہ ہر جگہ جائز ہے، لہٰذا یہ بات درست ہے کہ مسجد کے علاوہ مقامات کا مسجد والا حکم نہیں ہے، یہ بھی درست ہے کہ مسجد کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔''

(المحلّٰى بالآثار : 428/3)

③ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ، يُجْمَعُ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں ہو سکتا ہے، جس میں نماز با جماعت کا اہتمام ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندهٗ صحيحٌ)

④، ⑤ امام حکم بن عتیبہ اور امام حماد بن ابی سلیمان رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْتَكَفُ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يَجْمَعُونَ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں کیا جا سکتا ہے، جس میں لوگ باجماعت نماز پڑھتے ہوں۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٔ صحيحٌ)

⑥ امام ابوجعفر باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يُجْمَعُ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں جائز ہے، جس میں نماز باجماعت کا اہتمام ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٔ صحيحٌ)

⑦ امام عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ، إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ .

''اعتکاف اس مسجد میں درست ہے، جس میں نماز کی جماعت ہوتی ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٔ صحيحٌ)

⑧ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبَا قِلَابَةَ اعْتَكَفَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ .

''امام ابوقلابہ رحمہ اللہ نے اپنے علاقے کی مسجد میں اعتکاف کیا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 89/3، وسندهٔ صحيحٌ)

⑨ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالِاعْتِكَافِ فِي مَسَاجِدِ الْقَبَائِلِ .

''قبائل کی مساجد میں اعتکاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، أَنَّهٗ لَا يُكْرَهُ الْاعْتِكَافُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيهِ .

''ہمارا اتفاقی مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، اس میں اعتکاف کرنا مکروہ نہیں ہے۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 313/1)

سوال: اعتکاف کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: اعتکاف کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل ہے، آپ نے اس پر ہمیشگی کی، صحابہ کرام نے بھی بڑے ذوق وشوق سے اعتکاف کیا، ہر دور کے صلحا کا اس پر عمل رہا ہے۔ لیکن اعتکاف کی مخصوص فضیلت کے متعلق جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں، ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا زَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے، حتی کہ آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔''

(صحيح البخاري : 2026، صحيح مسلم : 1172)

سوال: اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اعتکاف سنت ہے، البتہ جس نے اعتکاف کی نذر مانی ہو، تو اس کے لیے نذر پوری کرنا واجب ہے۔

(سوال): مسنون اعتکاف کیا ہے؟

(جواب): مسنون اعتکاف رمضان کا آخری عشرہ ہے۔ ایک دو دن کا اعتکاف مسنون نہیں، البتہ اگر ایک یا دو دن کے اعتکاف کی نذر مانی ہے، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، باقی جو مسنون اور مستحب اعتکاف ہے، وہ رمضان میں آخری عشرہ ہے، واللہ اعلم!

(سوال): کیا اعتکاف کے لیے روزے کی شرط ہے؟

(جواب): اعتکاف الگ عبادت ہے اور روزہ الگ۔ جو شخص بیماری یا کبرِ سنی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، وہ اعتکاف کر سکتا ہے۔ اسی طرح جو معتکف دوران اعتکاف بیمار ہو جائے اور روزہ توڑ دے، تو اس کا اعتکاف برقرار ہے، کیونکہ اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

(سوال): کیا نابالغ بچہ اعتکاف کر سکتا ہے؟

(جواب): اعتکاف نفلی عبادت ہے، ہر بالغ و نابالغ کر سکتا ہے، البتہ انتظامی ضرورت کے لیے اگر نابالغ بچوں پر پابندی لگا دی جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

(سوال): اگر دوران اعتکاف عورت کو حیض آ جائے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): دوران اعتکاف حیض آنے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، حائضہ فوراً مسجد سے نکل جائے، اس پر اعتکاف کی قضا واجب نہیں، کیونکہ اعتکاف نفلی عبادت ہے اور نوافل کی قضا واجب نہیں ہوتی۔

(سوال): جو معتکف بلا ضرورت مسجد سے باہر کام کاج کے لیے چلا جائے، اس کے

اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس کا اعتکاف فاسد ہے، کیونکہ مسجد سے انتہائی ضروری کام کے لیے ہی جایا جا سکتا ہے۔

(سوال): دوران اعتکاف سگریٹ نوشی کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): دورانِ اعتکاف سگریٹ پینا گناہ ہے، البتہ اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

(سوال): کیا اعتکاف توڑنے پر قضا واجب ہے؟

(جواب): اعتکاف نفلی عبادت ہے، اس کی قضا مستحب ہے، واجب نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب کسی نفل کو شروع کر کے ترک کیا جائے، تو اس کی قضا واجب ہو جاتی ہے، جبکہ جمہور اہل علم کا مذہب ہے کہ کسی نفل کام کو شروع کیا جائے، تو اختتام تک نفل ہی رہتا ہے، واجب نہیں ہوتا، سوائے نفلی حج اور عمرہ کے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ میں آپ کا خیمہ لگاتی اور آپ فجر کے بعد اس میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے خیمہ لگانے کی اجازت چاہی، میں نے اجازت دے دی، تو انہوں نے خیمہ لگایا، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی خیمہ لگا دیا، صبح جب اتنے سارے خیمے دیکھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا؟ جب بتا دیا گیا تو فرمایا: آپ اسے نیکی سمجھ رہی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کا اعتکاف ترک کر دیا اور شوال کا ایک عشرہ اعتکاف کیا۔''

(صحيح البخاري: 2033)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نوافل رہ جائیں، تو قضا مستحب ہے، مالکیہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ عمل شروع کرنے کے بعد اگر مکمل نہیں کیا تو قضا واجب ہے۔ حالانکہ یہ استدلال درست نہیں۔''

(فتح الباري : 277/4)

ازواج مطہرات سے ثابت نہیں کہ انہوں نے اعتکاف کی قضا دی ہو۔

سوال : کیا ''اعرج'' (لنگڑا) کی امامت جائز ہے؟

جواب : امامت کا اہل ہو، تو لنگڑا شخص امام بن سکتا ہے، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال : کیا لنگڑا جانور قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے؟

جواب : جانور میں لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، البتہ اگر معمولی سا لنگڑا پن ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي .

''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔''

(مسند الإمام أحمد : ٨٤/٤، سنن أبي داؤد : ٢٨٠٢ ، سنن النسائي : ٤٣٧٤ ، سنن التّرمذي : ١٤٩٧ ، سنن ابن ماجه : ٣١٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال : کیا نابینا شہادت دے سکتا ہے؟

(جواب): قرائن وشواہد کی بنا پر نابینا کی شہادت قبول ہے۔

(سوال): کیا نابینا نکاح کر سکتا ہے؟

(جواب): نابینا نکاح کر سکتا ہے۔

(سوال): کیا کانا جانور قربانی لگ سکتا ہے؟

(جواب): کانا جانور قربانی میں ذبح نہیں کیا جا سکتا۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔''

(مسند الإمام أحمد : ٨٤/٤، سنن أبي داؤد : ٢٨٠٢ ، سنن النسائي : ٤٣٧٤ ، سنن الترّمذي : ١٤٩٧ ، سنن ابن ماجه : ٣١٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اگر عیب خریداری کے بعد پیدا ہوا ہے، تو اس کی قربانی کی جا سکتی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٨٩/٩ ، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهٗ فَمَرِضَتْ عِنْدَهٗ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ

فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبدالرّزاق : ٣٨٦/٤ ، ح : ٨١٦١، وسندهٔ صحيحٌ)

سوال: جس نے بے ہوشی کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دی یا کفریہ کلمات منہ سے نکال دیے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بے ہوشی میں کیا گیا کوئی عمل معتبر نہیں، اس حالت میں جو کچھ بھی سرزد ہو، اس پر مؤاخذہ نہیں، کیونکہ بے ہوش انسان آفاقہ تک مکلّف نہیں رہتا۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند علي بن الجعد : 741، وسندهٔ صحيحٌ)

لہٰذا حالت بے ہوشی میں دی گئی طلاق معتبر نہیں اور اس حالت میں کفر کلمات ادا کرنے سے کفر لازم نہیں آتا، البتہ اسے توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

سوال: اگر دوران حج بے ہوشی ہو جائے، تو حج کا کیا حکم ہے؟

جواب: بے ہوشی سے حج فاسد نہیں ہوتا، اسے چاہیے کہ آفاقہ کے بعد وہ مناسک حج جاری رکھے۔

(سوال): کیا بے ہوشی سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے؟

(جواب): نہیں ٹوٹتا۔

(سوال): کیا بے ہوشی کے بعد غسل کرنا ضروری ہے؟

(جواب): بے ہوشی سے آفاقہ ہو، تو غسل کرنا مستحب ہے۔

❀ عبداللہ بن عتبہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، تو استفسار فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: میرے لیے برتن میں پانی ڈال دیں۔ ہم نے ایسا کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ تین دفعہ اسی طرح ہوا۔۔۔''

(صحيح البخاري: 687، صحيح مسلم: 418)

اس سے ثابت ہوا کہ غشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔